www.novelsclubb.com
گل ناواقفِ بہار تھے
ناولز کلب
از قلم مہتاب ظہور
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

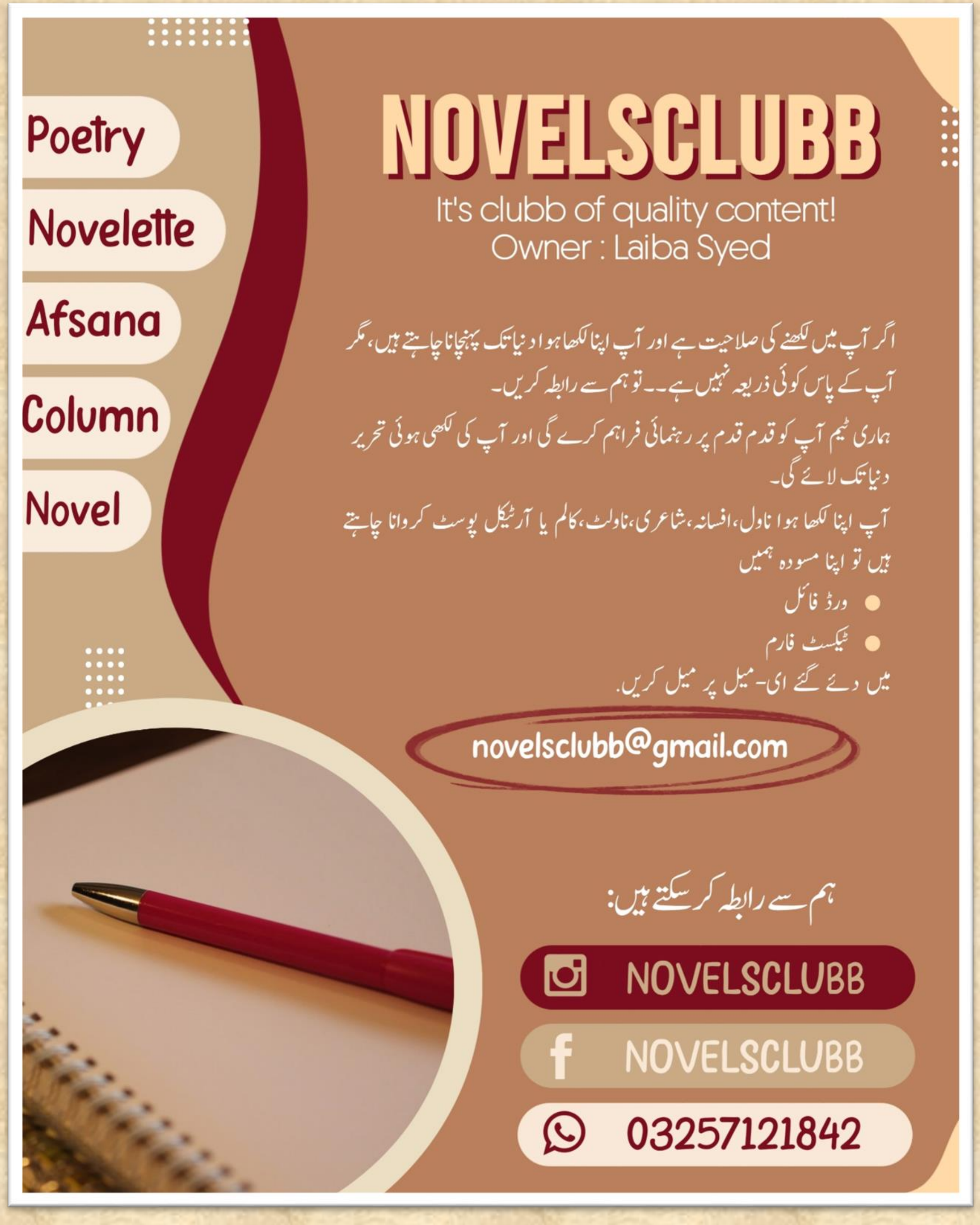
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

گل ناواقفِ بہار تھے

از قلم

مہتاب ظہور

Clubb of Quality Content

ناول "گل ناواقفِ بہار تھے" کے تمام جملہ حق لکھاری "مہتاب ظہور" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹ فارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہوگی۔ "ناولز کلب" کا پی ڈی ایف بغیر اجازت پوسٹ کرنا منع ہے، بغیر اجازت کہانی/پی ڈی ایف کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جاسکتی ہے۔ اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

پہلی قسط

دسمبر کی سرد ترین رات اپنے اختتام کو پہنچ چکی تھی۔دور کہیں فجر کی پہلی اذان گونجی تھی۔آہستہ آہستہ اذانوں کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں کوئی آواز دور سے آتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی اور کوئی قریب سے۔اذان کی آواز سے اس کا بھٹکتا ہوا شعور واپس لوٹ رہا تھا اور خواب دھیرے دھیرے ٹوٹ رہا تھا۔بلآخر اذان کی آواز نے اس کے شعور کو مکمل طور پر جگا دیا تھا اور جب اذان کی آواز کو اس کے کانوں نے مکمل طور پر محسوس کیا تھا تو دھیرے دھیرے اس کی آنکھیں کھلنے لگی تھیں۔اس نے انگڑائی لی اور اٹھ بیٹھی تھی۔اذان کا جواب دینے کے بعد وہ چند منٹ اس خواب کے متعلق سوچتی رہی جو بیدار ہونے سے پہلے وہ دیکھ رہی تھی۔عجیب خواب تھا،بے حد عجیب۔اس کی زندگی اور اس کے حالات سے زیادہ عجیب۔گرما گرم بستر کو چھوڑ کر اٹھنا ناممکن لگ رہا تھا مگر اس نے خواب اور گرما گرم بستر کا خیال چھوڑ کر اٹھنا زیادہ مناسب سمجھا تھا۔ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی وہ تہجد پڑھ کر لیٹی تھی اور

نیند نے اسے اپنی آغوش میں لے لیا تھا۔بستر سے نکل کر وہ وضو کرنے چلی گئی تھی۔وضو کرنے کے بعد وہ خشوع و خضوع کے ساتھ نماز ادا کرنے میں مصروف تھی۔نماز ادا کرتے ہی اس نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تھے کہ کانوں میں چیخنے کے ساتھ ساتھ کچھ ٹوٹنے کی بھی آواز گونجی تھی۔آنکھوں میں بے اختیار ہی آنسوؤں کے چند قطرے نمودار ہوئے تھے اور پلکوں کی حد کو توڑ کر چہرے پر گرے تھے اور ساتھ ہی دعا کے لئے اٹھائے گئے ہاتھ بھی پہلو میں گر گئے۔اگلے چند ثانیے چیخنے کی آوازیوں ہی آتی رہی تھی اور وہ جائے نماز پر بیٹھی روتی رہی تھی۔آواز تھمی تھی تو وہ جائے نماز لپیٹ کر کمرے سے باہر نکلی تھی کمرہ دوسری منزل پر ہونے کی وجہ سے وہ سیڑھیاں اترتی نیچے آگئی تھی۔لاؤنج میں قدم رکھتے ہی اسے ٹیبل کے ساتھ بیٹھی اپنی ماں نظر آئی تھی۔وہ آنکھوں کا پانی دوپٹے سے خشک کرتے ہوئے ان کی جانب بڑھی تھی۔

"یہاں نیچے مت بیٹھیں۔اٹھیں میرے ساتھ کمرے میں چلیں۔"وہ انھیں بازو سے تھامتے ہوئے بولی تھی۔

اپنی بیٹی کی آواز سن کر حلیمہ نے سر اُٹھایا تھا۔اور ان کے سر اٹھانے پر جو منظر اس کی بیٹی نے دیکھا تھا اس سے آنکھوں میں آنسوؤں کا سیلاب اترا تھا۔اس نے روکنے کی بہت

کوشش کی تھی مگر سیلاب بھلا روکنے سے کب رکا کرتے ہیں۔ آنسوؤں کا ریلا آیا تھا اور اس کی ماں کے چہرے اور اس پر لگے زخم کو دھندلا کر رہا تھا۔

"امی آپ کو چوٹ لگی ہے۔ اٹھیں ادھر صوفے پر بیٹھیں، میں آپ کے مرہم لگا دوں۔" وہ انھیں بازووں سے تھام کر بہتے آنسوؤں کے ساتھ بولی تھی۔

"کس چوٹ کی بات کر رہی ہو؟ روح کی چوٹ کی یا جسم کی چوٹ کی؟ اور مرہم لگا کر بھی کیا کرو گی۔ میرے جسم و روح کے سارے زخم ناسور بن چکے ہیں اب ان پر کوئی مرہم اثر نہیں کرتا ہے۔" انہوں نے گہرے رنج سے اپنی بیٹی کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"خون بہہ رہا ہے آپ کے ماتھے سے۔" وہ انھیں احساس دلاتے ہوئے بولی تھی۔

"بہنے دو اس خون کو۔ خون کا بہنا ہی زندگی کا احساس دلاتا ہے مجھے۔ ورنہ مجھے یوں لگنے لگتا ہے کہ میری رگوں میں دوڑتا خون ساکت ہو رہا ہے اور میں مر رہی ہوں۔ میرے یہ زخم اور ان سے بہنے والا خون مجھے میرے زندہ ہونے کی دلیل دیتا رہتا ہے۔ کیا تمہیں یہ خون کوئی دلیل نہیں دیتا۔" وہ عجیب انداز میں سراپا سوال تھیں۔

"مجھے یہ خون بس اس بات کی دلیل دیتا ہے کہ میرا باپ اشرف المخلوقات میں سے نہیں ہے۔ اگر ہوتا تو انسان ہونے کے تقاضوں سے واقف ہوتا۔ اور اپنی بیوی کو اس طرح نہ

Clubb of Quality Content

پیٹتا۔" وہ ان سے کہنا چاہتی تھی مگر اپنے لفظوں کو زبان نہیں دے پائی تھی اور فرسٹ ایڈ باکس اٹھانے کیلئے کچن کی جانب چل دی تھی۔

"کیوں مارا ابو نے؟" ان کے ماتھے پر پائیوڈین لگاتے ہوئے اس نے لہجے کو نارمل بنانا چاہا تھا۔

مگر وہ خاموشی سے غیر مرئی نقطے کو گھورنے میں مصروف رہی تھیں۔

ان کے زخم پر پٹی کرنے کے بعد فرسٹ ایڈ باکس کو بند کر کے سائیڈ پر رکھا تھا اور ان کے ہاتھوں کو تھاما تھا۔

"رو لیں۔ تاکہ آپ کے اندر کا غبار نکل جائے۔ آنسو صرف نمکین پانی نہیں ہوتے یہ دکھ، اذیت اور بے بسی کو نکالنے کا ذریعہ ہوتے ہیں۔"

"کچھ درد روح سے مقناطیس کی طرح چمٹ جاتے ہیں اور جس طرح مقناطیس لوہے کو نہیں چھوڑتا ویسے ہی ہم لاکھ جتن کر لیں کچھ دکھ کبھی ہماری جان نہیں چھوڑتے۔" وہ بات مکمل کرتے ہی وہاں سے اٹھ گئی تھیں۔

عین الحیات نے انہیں خود سے دور جاتے دیکھا تھا اور خاموشی سے فرسٹ ایڈ باکس اٹھاتے ہوئے کچن کی جانب چل دی تھی۔ فرسٹ ایڈ باکس رکھنے کے بعد اس نے ایک کیبن

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

میں علیحدہ سے پڑے سامان سے کافی کا جار اٹھایا تھا۔بلیک کافی بنانے کے بعد وہ اپنے کمرے کی جانب چل دی تھی۔ونڈو میں کھڑے ہو کر وہ دن کے اجالے کو رات کی سیاہی کو مات دیتے دیکھ رہی تھی اور ساتھ ہی ساتھ بلیک کافی کے گھونٹ حلق میں اتار رہی تھی جو ضرورت سے زیادہ کڑوی تھی۔مگر اسے زرا کڑواہٹ محسوس نہیں ہو رہی تھی۔اس کی زندگی میں محسوس کرنے کے لیے اس سے کہیں زیادہ کڑوے ذائقے تھے یا شاید وہ ذائقے فقط کڑوے نہیں تھے زہریلے بھی تھے۔

وہ پیشے کی وکیل لڑکی ساری دنیا کے حق کے لیے لڑتی تھی مگر اپنی ماں کو حق نہیں دلوا سکتی تھی اسے ظلم سے نہیں بچا سکتی تھی کیا بے بسی تھی اس کی۔وہ اکلوتی اولاد تھی اپنے ماں باپ کی۔اور وہ اکثر سوچتی تھی کاش وہ پیدا ہی نہ ہوتی۔

آج کوٹ میں ایک اہم کیس کی ہیرنگ تھی وہ تیار ہو کر جب نیچے پہنچی تو ڈائننگ ٹیبل پر وہاب صاحب یونیفارم میں تیار بیٹھے تھے اور ساتھ ہی اخبار پڑھنے میں مصروف تھے۔جب حلیمہ نے ان کے سامنے ناشتہ رکھا تھا۔پراٹھے کا ایک لقمہ توڑ کر آملیٹ کے ساتھ منہ میں ڈالتے ہی وہاب صاحب نے منہ کے زاویے بدلے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"زندگی گزر گئی ہے تمہاری، مگر تمہیں ابھی تک ایک انڈا بنانا نہیں آیا۔" وہ تقریبا چیختے ہوئے بولے تھے۔

"اور رات کو بھی تم ایک کپ کافی کا صحیح سے نہیں بنا کر دے سکی بندہ جب تھک ہار کر آتا ہے تو اتنی امید تو کر ہی سکتا ہے کہ کم از کم ایک چائے کا کپ بھی پینے کے قابل مل جائے۔ لیکن نہیں صبح جاتے وقت بھی یہی تماشہ ہوتا ہے، اسے ناشتہ تو نہیں کہتے ہیں جو تم نے میرے سامنے کھانے کے لیے رکھا ہے۔" انہوں نے ٹیبل پر پڑے ناشتے کو ہاتھ مارا تھا اور سارا رزق زمین بوس ہو گیا تھا۔ عین الحیات نے دھندلی ہوتی انکھوں سے ڈی ایس پی وہاب کو دیکھا تھا جو اس کا باپ تھا وہ تیز تیز قدم اٹھاتے گھر سے نکل گئی تھی وہ مزید یہ سب کچھ نہیں دیکھ سکتی تھی۔ اسے اپنے دماغ کو پر سکون رکھنا تھا۔ آج کا کیس وہ اپنے گھریلو مسائل کی وجہ سے ہارنا نہیں چاہتی تھی۔

اس کی کار نے تھانے کے سامنے بریک لگائی تھی۔ اور ساتھ ہی تھانے کے اندر چلتی ہر غیر ضروری سرگرمی کو بھی بریک لگی تھی۔

Clubb of Quality Content

گاڑی سے نکل کر جب وہ تھانے میں داخل ہوا تو چاروں اطراف میں گہری نظر ڈالتے ہوئے وہ چند قدم چلا تھا اور برآمدے میں پڑی کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔ایک بار پھر چاروں اطراف نگاہ دوڑائی تھی اور کانسٹیبل کو اشارے سے بلایا تھا۔کانسٹیبل نے پاس پہنچ کر مستعدی سے سلیوٹ کیا تھا۔

"کل جس نقلی پیر صاحب کو لایا گیا ہے اسے حوالات سے نکال کر یہاں لاؤ۔اور یہاں سامنے ایک اور کرسی رکھو۔ "

اس کے حکم دیتے ہی کانسٹیبل ایک بار پھر سے سلیوٹ کرتے ہوئے وہاں سے ہٹا تھا۔

چند منٹ کے بعد چالیس سے پنتالیس سال کا آدمی اس کے سامنے کھڑا تھا۔ہاتھوں میں ہتھکڑیاں لگی ہوئی تھیں۔بال اور داڑھی دونوں دانستہ بڑھا رکھے تھے۔گلے میں موتیوں کی مالائیں تھیں۔اور اپنے سائز سے زیادہ کھلا کُرتا پہن رکھا تھا۔

"بیٹھیے پیر صاحب۔"وہ کرسی کی جانب اشارے کرتے ہوئے بولا تھا۔

ساتھ کھڑا کانسٹیبل حیران ہوا تھا مگر خاموشی سے کھڑا رہا اور پیر صاحب کرسی پر بیٹھ گئے تھے اور ساتھ ہی بولنا شروع کیا تھا۔

Clubb of Quality Content

"دیکھئے اے ایس پی صاحب میں نے نہیں کوئی جرم نہیں کیا۔میں ایک شریف انسان ہوں۔میں تو لوگوں کی مدد کرتا ہوں۔یہ پولیس مجھے کس جرم میں میرے آستانے سے پکڑ لائی ہے؟"

"کس جرم میں پکڑ کر لائے ہو پیر صاحب کو؟"وہ ساتھ کھڑے کانسٹیبل پر گرجا تھا۔

اور کانسٹیبل نے اسے یوں دیکھا تھا گویا وہ پاگل ہو گیا ہو۔کل اسی کے حکم پر تو وہ اس پیر کو پکڑ کر لائے تھے۔

"سر انسپکٹر صاحب کے ساتھ میں نہیں گیا تھا۔"کانسٹیبل نے ادب سے جواب دیا تھا۔

"پیر صاحب آپ کو عزت کے ساتھ آپ کے آستانے پر چھوڑ آئیں گے لیکن پہلے ہم بھی تو آپ کے علم اور آپ کی صلاحیتوں سے فیض یاب ہوں۔"اے ایس پی روحاب داؤد نے ٹانگ پر ٹانگ رکھتے ہوئے سامنے بیٹھے شخص کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا تھا۔

اس کا انداز کچھ ایسا تھا کہ پیر صاحب نے جھرجھری لی تھی۔اور پھر اسی کے انداز میں اس کی آنکھوں میں جھانکا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

پولیس یونیفارم میں اس کے سامنے بیٹھا نوجوان حسن کا مجسمہ لگ رہا تھا۔ جس کو اگر کسی چوک یا روڈ پر لگا دیا جاتا تو حسن کے دیوانے اسے دیکھتے دیکھتے کئی شامیں وہیں کھڑے کھڑے بتا سکتے تھے۔اس کے حسین چہرے پر نظریں گاڑتے ہوئے پیر صاحب نے تھوڑا آگے ہو کر گویا اس کے کان میں سرگوشی کرنا چاہی تھی۔

"مجھے بغیر کسی جرم کے پکڑا گیا ہے۔ مجھے چھوڑ دو بچے۔" اس شخص نے ہر لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا تھا۔ وہ اپنے لہجے سے کیا جتانا چاہ رہا تھا روحاب اچھے سے سمجھ رہا تھا۔

"میں نے کہا ناں اپنے علم و عمل سے ہمیں بھی مستفید ہونے دیں۔ آخر آپ اتنے پہنچے ہوئے پیر ہیں۔ یقین جانئے جب سے آپ کے بارے میں سنا ہے میں تو آپ کا فین ہو گیا ہوں۔ اب دیکھے ناں پیر صاحب ملک کے حالات کتنے خراب ہیں۔ جہاں آپ اس ملک کے باسیوں کے لیے اتنا کچھ کرتے ہیں وہاں اس ملک کے لیے بھی ایک آدھ چلہ دو تین تسبیحات اور ایک دو وظائف کر لیں تاکہ آپ کو ایک ایک بندے کو روزگار دلانے کے لیے الگ الگ وظائف کرنے اور چلے کاٹنے کی زحمت نہ کرنی پڑے۔" وہ کیا جتانا چاہ رہا تھا اس کے سامنے بیٹھا شخص اچھے سے سمجھ رہا تھا۔

"کیا چاہتے ہو تم؟" سامنے بیٹھا شخص مدعے پہ آیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"پیر صاحب آیت الکرسی تو سنائیے گا۔" وہ ٹانگ سے ٹانگ ہٹاتے ہوئے یوں بولا تھا جیسے کوئی استاد کسی بچے کا امتحان لینا چاہتا ہو۔

پیر صاحب کے چہرے کا رنگ پھیکا پڑا تھا۔

"چلیں تیسرا کلمہ ہی سنا دیں۔" وہ انتہائی سکون سے ان کی جانب دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

سامنے بیٹھے شخص کے ہنوز خاموش رہنے پر وہ اس کی جانب جھکا تھا۔

"اب جیل میں بیٹھ کر اپنے باہر آنے کے لیے چلے کاٹو۔ جتنا تم نے عوام کو بے وقوف بنا کر لوٹنا تھا لوٹ لیا۔ جتنے فراڈ کرنے تھے کر لیے عوام کی اتنی خدمت کافی ہے۔ اب پولیس کو اپنی خدمت کرنے کا موقع دو۔" وہ بولا تو لہجہ اس قدر برفیلا تھا کہ سامنے بیٹھے شخص کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی دوڑ گئی تھی۔

"علی بخش سے کہو اس کی اچھے سے خاطر تواضع کرے اور ساتھ ہی ساتھ اسے کلمے بھی یاد کروائے۔" وہ حکم دیتے ہوئے اٹھا تھا۔

"تم پچھتاؤ گے اے ایس پی۔ تم ابھی بچے ہو۔" پیر صاحب کے لہجے میں وارننگ تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اپنے مؤکلوں کو کہو تمھارے پالتو کتوں کو خبر کر دیں کہ تم اب جیل میں چکی پیسو گے اس لیے ہڈیوں کی امید چھوڑ دیں۔اور ہاں تمہیں ایک بات اور بتادوں مجھے خریدنے کی کوشش بھی مت کرنا۔ تیسری اور آخری بات اتنے سالوں سے حرام کمارہے ہو کم از کم ایک آدھ کتا تو ایسا پال ہی لینا تھا جو نمک حلال ہوتا۔ لیکن وہ کیا ہے کہ حرام کے مال پر پلنے والے نمک حرام ہی ہوتے ہیں۔" وہ مڑ کر اس شخص کی بات کا جواب دیتے ہوئے آگے بڑھ گیا تھا اور پیر صاحب سمجھ گیا تھا کہ اس کے تعلقات کسی کام نہیں آنے والے تھے۔

جب وہ گھر پہنچا تو دس بج رہے تھے۔ گیراج میں کھڑی دو کاریں دیکھ کر اس کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔لاؤنج میں قدم رکھتے ہی اس نے سب کو سلام کیا تھا۔وریشہ اور وجیہہ نے اس کی جانب دیکھا تھا اور بیٹھے بیٹھے ہی سلام کا جواب دیا تھا۔

"پتا نہیں وہ کونسی بہنیں ہوتی ہیں جو میکے آتی ہیں تو بھائیوں کے آگے سر جھکاتی ہیں انہیں گلے لگا کر ملتی ہیں۔ایک میری بہنیں ہیں سیدھے منہ سلام کا جواب بھی نہیں دیتیں۔" وہ صوفے پر بیٹھتے ہوئے ان دونوں کو شرم دلانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔

"اٹھ کر ایک گلاس پانی ہی لادو۔" روحاب نے سستی سے انگڑائی لیتے ہوئے دونوں کو ہی حکم دیا تھا۔

"وہ سامنے کچن ہے۔" وریشہ نے کچن کی جانب اشارہ کیا تھا۔

"خود جاکے پی لو۔" وجیہہ نے جملہ مکمل کیا تھا۔

ان دونوں کی بات سن کر ساتھ بیٹھے جاذب نے قہقہہ لگایا تھا۔

"امی کدھر ہیں؟" کچن کی جانب جاتے ہوئے اس نے سوال کیا تھا۔

"دوائی کھا کر سو گئی ہیں۔" وجیہہ نے جواب دیا تھا

"تم دونوں کب نازل ہوئی ہو۔" وہ کھانا اور پانی کا گلاس ٹرے میں رکھتے ہوئے لاؤنج میں آگیا تھا اور ساتھ ہی سوال داغا تھا۔

"میں نو بجے آگئی تھی وریشہ دوپہر کو آئی ہے۔ "

"خیریت تو تھی بڑے دنوں بعد نازل ہوئی ہو دونوں۔" منہ میں پہلا لقمہ ڈالتے ہی اس نے سوال کیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"بندہ کم از کم منہ ہاتھ ہی دھو لیتا ہے، یونیفارم چینج کر لیتا ہے ڈیوٹی سے آ کر ایسے کھانے پر گرتے ہو جیسے پی جی کے بچے سکول سے آتے ہی سب سے پہلے کھانا کھاتے ہیں۔"

وریشہ نے اس کے یونیفارم والے حلیے پر چوٹ کی تھی۔

"شیروں کے منہ دھلے دھلائے ہوتے ہیں اور ہاتھ میں کچن سے ہی دھو آیا ہوں اور دوسری بات تم لوگ کبھی مجھے گھر میں بڑوں کی طرح ٹریٹ کرو تو مجھے گھر میں یہ محسوس ہو کہ میں بڑا ہوں سب سے چھوٹے ہونے کا یہی نقصان ہوتا ہے کوئی عزت ہی نہیں کرتا۔ ویسے چاہے سارا شہر مجھے سلیوٹ مارتا ہو۔" وہ لقمہ منہ میں ڈالتے ہوئے بولا تھا۔

"تمہاری جو باہر عزت ہوتی ہے نا وہی کافی ہے۔ گھر میں تم کچھ قابل عزت کرو تو ہم تمہاری عزت کریں۔" جاذب نے بھی بحث میں حصہ ڈالا تھا۔

"انہوں نے چلے جانا ہے تم نے یہی رہنا ہے اس لیے تم ذرا سوچ سمجھ کے کچھ کہنا مجھ سے۔" روحاب نے جاذب کو وارن کرتے ہوئے کہا تھا۔

"اور باقی تم لوگ مجھے کھانا کھا لینے دو پھر میں تم دونوں سے دو دو ہاتھ کرتا ہوں۔"

وریشہ اور وجہہ کو وارن کرتے ہوئے وہ کھانا کھانے میں مصروف ہو گیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جبکہ ان تینوں نے آپس میں مسکراتی نظروں کا تبادلہ کیا تھا۔ یہ تو بعد میں پتا چلنا تھا کہ کون کس سے دو دو ہاتھ کرنے والا تھا۔

کھانا کھانے کے بعد روحاب برتن اٹھاتے ہوئے ان تینوں سے مخاطب ہوا تھا۔

"میں آج شدید تھکا ہوا ہوں۔ اس لیے میں تو سونے جا رہا ہوں۔ کل ملاقات ہو گی۔" ان کا جواب سنے بغیر وہ کچن میں برتن رکھنے چلا گیا تھا۔ ان کی مسکراتی نظریں اس سے ڈھکی چھپی نہیں تھی لیکن اس وقت وہ واقعی اس قدر تھکا ہوا تھا کہ ان کی کوئی شرارت برداشت کرنے کے میں موڈ نہیں تھا۔ جبکہ وہ تینوں اپنے منصوبے پر افسوس کرتے رہ گئے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

گھر کا سارا کام کرنے کے بعد وہ چھت پر آ گئی تھی۔ دسویں کے امتحانات کے بعد وہ ویسے بھی آج کل فارغ تھی۔ چھت پر یوں ہی ٹہلنے کے بعد وہ منڈیر سے نیچے جھانکنے لگی تھی۔ گلی کی نکڑ پر خالی گھر میں نئی فیملی رہنے کے لیے آئی تھی۔ ان کا سامان تین سے چار لوگ گاڑی سے اتار کر گھر کے اندر شفٹ کر رہے تھے وہ پچھلے تین سے چار منٹ سے منڈیر سے نیچے جھانکتے ہوئے انہی کو دیکھ رہی تھی اس گھر سے کوئی لڑکا نکلا تھا چند منٹ وہ یوں ہی

دروازے پر کھڑا رہا تھا اور پھر اس کی نظر منڈیر سے جھانکتی لڑکی پر پڑی تھی اسے خود کی جانب دیکھتا پا کر فوراً سے بانو نیچے جھکی تھی۔

"کتنی پاگل ہوں میں۔ کوئی ایسے جھانکتا ہے بھلا۔" خود کو کوستے ہوئے وہ نیچے آگئی تھی۔

"بانو ایک کپ چائے تو بنادو۔" اماں نے اسے نیچے آتے دیکھ کر حکم صادر کیا تھا۔

"بانو میرے لیے بھی بنالینا ایک کپ۔" دادی نے بھی ساتھ ہی حکم دیا تھا۔

"میرے لیے بھی۔" چچی نے بھی فرمائش کرڈالی تھی۔

وہ تین کپ چائے بنانے کے لیے کچن کی جانب چل دی تھی۔ وہ گھر نہ تو بے حد بڑا تھا نہ ہی بے حد چھوٹا۔ وہاں کے اہل خانہ کی تعداد کے مطابق وہ گھر مناسب تھا۔ مانو کے والدین سرکاری ملازمین تھے۔ دونوں ہی سرکاری اسکول میں ٹیچر تھے۔ جبکہ چچا کی شادی کچھ عرصہ پہلے ہی ہوئی تھی اور وہ ایک پرائیویٹ فرم میں کام کرتے تھے۔ جبکہ چچی ہاؤس وائف تھی۔ دادا کافی عرصہ پہلے وفات پاچکے تھے اور دادی ان کے ساتھ ہی رہائش پذیر تھی۔ بانو کا کنبہ بے حد مختصر تھا، کیونکہ اس کے بابا اور چچا صرف دو بھائی ہی تھے۔ چائے بنا کر سب کو دینے کے بعد اس نے دوبارہ چھت پر جانے کی غلطی نہیں کی تھی بلکہ کمرے میں آگئی تھی اور

نادل کلب
Clubb of Quality Content

ڈائجسٹ پڑھنے لگی۔اسے پڑھتے ہوئے تھوڑی دیر ہی گزری تھی جب اس کی بچپن کی سہیلی نور آگئی تھی۔اس کے ساتھ کب وقت گزرا اسے پتہ ہی نہیں چلا تھا وہ چھت والا واقعہ بالکل بھول گئی تھی۔

اس نے ایک نظر آئینے میں ابھرتے اپنے عکس پر ڈالی تھی۔وہ خوبصورت تھا اور اپنی خوبصورتی سے واقف بھی تھا بعض اوقات راہ چلتے مرد بھی اسے پیچھے مڑ کر ضرور دیکھا کرتے تھے مگر عام مردوں کی طرح وہ اس بات سے خوش نہیں ہوتا تھا کہ وہ خوبصورت ہے یا اس خوبصورتی سے فائدہ اٹھانے کی کوشش نہیں کرتا تھا۔بالوں میں ہیئر فریش کرنے کے بعد اس نے برش ٹیبل پر رکھا تھا اور خود پر پرفیوم چھڑکتے ہوئے اپنی کیپ اور سٹک اٹھا کر کمرے سے نکل گیا تھا۔وہ جانتا تھا اس وقت اس کے تینوں بہن بھائی سو رہے ہوں گے اور وہ یہ بھی جانتا تھا جب وہ آئے گا تو وہ آج اسے ہر گز آتے ہی سونے نہیں دیں گے۔کچھ نہ کچھ تو ان کے دماغ میں چل رہا تھا جس کی بو رہاب داؤد کو بھی آ رہی تھی۔ان کا سوچتے ہی اس کے ہونٹوں پر حسین مسکراہٹ ابھری تھی اور اسی مسکراہٹ کے ساتھ وہ گھر سے نکل گیا تھا۔

آج اسے ایک کیس کی سماعت کے سلسلے میں کورٹ جانا تھا وہ پہلے تھانے گیا تھا اور پھر وہیں

سے کوٹ کے لیے نکل گیا تھا۔ کورٹ میں وہ ایک شان سے چلتے ہوئے آگے بڑھ رہا تھا ساتھ کانسٹیبل بھی موجود تھے۔ ابھی وہ کورٹ روم سے چند قدم کے فاصلے پر تھا۔ جب کسی آواز نے اس کی قدم جکڑے تھے۔

"میں جیتنے کے لیے نہیں لڑتی ہوں حق کے لیے لڑتی ہوں۔ شاید اسی لیے جیت جاتی ہوں۔"

ناجانے الفاظ نے اس کے قدم جکڑے تھے یا آواز نے۔ اس نے بے اختیار پیچھے مڑ کر دیکھا تھا۔ ہاتھ میں فائلز تھامے سر پر حجاب لیے وہ دوسری جانب مڑ گئی تھی۔ پہلی اس کی پشت نظر آ رہی تھی مگر اس کے مڑنے پر رہاب اس کے چہرے کی ایک جھلک ہی دیکھ پایا تھا۔ پھر وہ نظروں سے اوجھل ہو گئی تھی۔ شاید صحیح کہتے ہیں پیچھے مڑ کر نہیں دیکھنا چاہیے پیچھے مڑ کر دیکھنے والے نمک کے مجسمے بن جاتے ہیں وہ نمک کا مجسمہ تو نہیں بنا تھا مگر محبت کا مرید ضرور بن گیا تھا۔ ایک لمحے میں ایک جھلک میں وہ کسی کا اسیر ہو گیا تھا۔

"خیریت سر؟" اسے رکے دیکھ کر کانسٹیبلز میں سے ایک نے پوچھا تھا۔ کانسٹیبل کے بولنے پر کوئی سحر ٹوٹا تھا اور وہ کوئی جواب دیے بنا آگے بڑھ گیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

بانو آج پھر وقت گزاری کے لیے چھت پر آگئی تھی۔ لیکن آج وہ منڈیر سے نیچے جھانکنے کی بجائے یوں ہی دوسری چھتوں پر نظریں دوڑاتے ہوئے ٹہلنے میں مصروف تھی۔ تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ اسے خود پر کسی کی نظروں کی تپش کا احساس ہوا تھا اور پھر بانو نے ان نظروں کو ڈھونڈ ہی لیا تھا۔ تین چار گھر چھوڑ کر گلی کی نکڑ پر موجود گھر کی چھت پر وہی لڑکا مگ سے کچھ پیتے ہوئے اسے دیکھنے میں مصروف تھا۔ اس کی نظروں میں کچھ ایسا تھا کہ بانو کے دل کی دھڑکن بڑھی تھی۔ اسے خود کو دیکھتا پا کر لڑکے نے ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائی تھی۔ بانو نے گھبرا کر ادھر اُدھر دیکھا تھا اور چھت سے بھاگتے ہوئے نیچے اتر گئی تھی۔ اور چھت پر کھڑا لڑکا مسکرا کر نفی میں سر ہلاتے ہوئے چائے پینے لگا تھا۔ شام کے پانچ بج رہے تھے جب عین الحیات گھر پہنچی تھی۔ اپنی فائلز وغیرہ روم میں رکھنے اور حجاب کھولنے کے بعد وہ سب سے پہلے اپنی ماں کے کمرے میں گئی تھی۔ کمرے کی لائٹ بند تھی چند لمحے لگے تھے اس کی انکھوں کو اندھیرے سے مانوس ہونے میں۔ حلیمہ بیڈ پر لیٹی سونے میں مصروف تھی۔ عین الحیات نے دھیرے سے دروازہ بند کیا تھا اور ملازمہ کو پانی کے ساتھ کافی لانے کا بول کر کمرے کی جانب بڑھ گئی تھی۔ وارڈروب سے ڈریس اٹھا کر فریش ہونے کی ارادے سے باتھ روم میں گھس گئی تھی جب وہ باتھ روم سے نکلی تو ملازمہ چائے اور پانی رکھ

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کر جا چکی تھی۔ چائے پینے کے بعد اس نے فائلز اٹھائی تھی اور کیس کی تیاری کرنے لگی تھی ابھی چند پوائنٹ ہی بنائے تھے اس نے مگر پھر بیزاری سے فائل بند کرتی تھی۔ اور آنکھیں بند کر کے کرسی کی پشت سے ٹیک لگا لی تھی۔ زندگی میں سب کچھ تھا اس کے پاس اور اس کے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ سکول کالج یونیورسٹی ہر جگہ لڑکیاں اسے سب سے زیادہ خوش قسمت سمجھتی تھیں۔ اس کا باپ ڈی ایس پی تھا۔ اس کے باپ کے عہدے کی وجہ سے کبھی کسی نے اس سے بدتمیزی کرنے کا نہیں سوچا تھا ہمیشہ لوگ اس سے مرعوب نظر آتے تھے۔ مگر کوئی اس سے پوچھتا تو وہ کہتی اس سے زیادہ بدقسمت اس دنیا میں کوئی نہیں تھا۔ اس کے باپ کے جس عہدے کی وجہ سے لوگ اس پر رشک کرتے تھے اس عہدے سے وہ دنیا میں سب سے زیادہ نفرت کرتی تھی کیونکہ اس عہدے سے آنے والا رزق حرام تھا اس کا باپ حلال کی کمائی میں حرام شامل کرتا تھا۔ جب وہ خود اس قابل نہیں ہوئی تھی کہ وہ خود کما سکتی تب اپنے باپ کہ کمائے ہوئے حرام کے پیسے سے جب وہ اپنا پیٹ بھرتی تھی تو اسے یوں لگتا تھا کہ وہ اپنے پیٹ میں ایندھن بھر رہی ہے، اپنے تن پر پہنے ہوئے کپڑوں سے اسے یوں محسوس ہوتا تھا کہ وہ کپڑے اس کا جسم جلاتے تھے، جب وہ جائے نماز پر نماز پڑھنے کے لیے کھڑی ہوتی تھی تو سے یوں لگتا تھا کہ شیطان اس پر ہنستا تھا۔ اور جب سے وہ خود کمانے کے قابل ہوئی تھی

Clubb of Quality Content

تب سے اس نے حرام کے پیسے کو واقعی ہی خود پر حرام کر لیا تھا۔اپنے کمائے ہوئے پیسے سے وہ اپنا تمام ضروری سامان خریدتی تھی پھر چاہے وہ کھانے پینے کی اشیاء ہی کیوں نہ ہوں۔ کچن میں اس نے اپنا ایک الگ سے کیبن بنا رکھا تھا جس میں وہ اپنا خریدا ہوا راشن رکھتی تھی اور اسی میں سے کھاتی تھی۔اور جب کبھی اس کا باپ کہتا تھا کہ وہ ان کے ساتھ بیٹھ کر کیوں نہیں کھاتی تو وہ انہیں یہ جواب نہیں دے پاتی تھی کہ ان کے ساتھ حرام کے پیسے سے کمایا ہوا مال کھا کر وہ اس کو ہضم نہیں کر پاتی۔وہ اس ایندھن سے اپنا پیٹ نہیں بھرنا چاہتی۔ مگر اس کی سب سے بڑی اذیت یہ تھی کہ نہ تو وہ اپنے باپ کو حرام مال کمانے سے روک سکتی تھی نہ اپنی ماں کو ظلم سے بچا سکتی تھی۔وہ چاہ کر بھی اپنے باپ کو یہ نہیں سمجھا سکتی تھی کہ جو پیسہ وہ حلال طریقے سے کماتے ہے اس میں وہ حرام کیوں شامل کرتا ہے۔ کیوں رشوت لیتا ہے۔

چند لمحوں تک یونہی آنکھیں موندے رکھنے کے بعد اس نے آنکھیں کھولی تھیں اور دوبارہ سے پوائنٹس بنانے لگی تھی۔

آج آٹھ بجے سے پہلے ہی روحاب فارغ ہو گیا۔وہ جانتا تھا اس کے تینوں بہن بھائی اسی کے انتظار میں بیٹھے ہوں گے۔وریشہ اور وجہہ کی شادی کو دو سال کا عرصہ ہو چکا تھا جبکہ

Clubb of Quality Content

جاذب کا بھی کچھ ماہ پہلے رشتہ طے ہو چکا تھا اور کچھ عرصے بعد شادی تھی۔ روحاب کے والد جانے مانے بزنس مین تھے اور جاذب نے بھی انہی کے بزنس کو جوائن کرنے کو ترجیح دی تھی۔ مگر اس نے بزنس کی بجائے پولیس جوائن کر لی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ اس کے پورے گھر کو اس پر فخر تھا۔ جب ٹی وی پر اس کی کوئی کامیابی نشر ہوتی تھی یا اس کا انٹرویو ہوتا تھا تو اس کے سبھی گھر والے پھولے نہیں سماتے تھے خاص طور پر اس کے بہن بھائی۔ مگر مجال ہے جو کسی نے اس کے سامنے کبھی اس بات کا اظہار کیا ہو۔ ہاں اس کی ماں ضرور اس کی بہادری اور اس کی کامیابی کے قصے اس کے بہن بھائیوں کے سامنے دہرا کر انہیں اس بات پر قائل کرنے کی کوشش کرتی تھی کہ ان کا یہ بیٹا سب سے زیادہ ہونہار اور لائق تھا۔ مگر وہ تینوں یہ بات ماننے جو تیار ہی نہیں ہوتے تھے۔ وہ ان تینوں سے چھوٹا تھا اور بقول ان کے چھوٹے چاہے جتنے مرضی بڑے کام کر لیں رہتے وہ چھوٹے ہی ہیں۔ وہ جب گھر پہنچا تھا تو امی کچن میں مصروف تھیں اور وہ تینوں آج بھی لاؤنج میں ڈیرا ڈالے بیٹھے تھے۔ سب سے پہلے وہ کچن میں گیا تھا اور عائشہ بیگم کو گلے لگایا تھا۔ انہوں نے محبت سے اس کا ماتھا چوما تھا۔

"آ گیا میرا شیر۔" وہ پولیس یونیفارم میں کھڑے اپنے خوبرو بیٹے کو دیکھتے ہوئے بولی تھیں۔ وہ ان کی آنکھوں کا نور تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جی امی۔اور آپ ذرا یہ بتائیں آپ کچن میں کیوں کھڑی ہیں۔شیف کہاں ہے۔اگر وہ موجود نہیں ہے تو باہر جو دو محترمائیں بیٹھی ہیں وہ دیکھ لیں گی سب۔آپ کچن سے باہر چلیں۔"اس کی فکر مندی دیکھ کر عائشہ بیگم نے اسے پھر سے گلے لگایا تھا۔

"علی چھٹی پر گیا ہے۔اور وہ محترمائیں دو دن کی مہمان ہیں۔اچھا لگتا ہے ہم ان سے کام کروائیں۔"

"تو ٹھیک ہے میں خود دیکھ لیتا ہوں۔آپ باہر چل کر بیٹھیں۔"وہ انھیں بازوؤں سے تھامتے ہوئے باہر کی جانب قدم بڑھانے لگا تھا۔

عائشہ بیگم کو نئے سرے سے اس پر پیار آیا تھا۔جاذب بھی ان کی پرواہ کرتا تھا مگر وہ روحاب جتنی پرواہ نہیں کر سکتا تھا۔اب بھی آتے ہی اس نے پانی کا گلاس تک نہیں پیا تھا یونیفارم چینج کر کے فریش ہونا تو دور کی بات تھی۔مگر وہ کچن میں کھڑے ہو کر کام کرنے کے لیے تیار تھا کہ عائشہ بیگم کو کچن میں نہ کھڑا ہونا پڑے کیونکہ جوڑوں کا درد ہونے کی وجہ سے وہ زیادہ دیر کھڑی نہیں رہ سکتی تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں جانتی ہوں اور مانتی بھی ہوں کہ تم ایک اچھے شیف ہو۔ مگر ابھی کے لیے تم جاؤ اور فریش ہو کر آؤ۔ کیونکہ کھانا پہلے ہی وریشہ بنا چکی ہے۔ میں تو بس دیکھنے کے لیے آئی تھی کچن میں۔" وہ اس کے ساتھ چلتے ہوئے لاؤنج میں آگئی تھیں۔

"پھر ٹھیک ہے۔ چلیں میں فریش ہو کر آتا ہوں۔" وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھنے لگا تھا جب وجہہ نے پیچھے سے آواز لگائی تھی۔

"اے ایس پی دس منٹ ہیں تمہارے پاس۔ دس منٹ کے بعد ہمیں ڈائننگ ٹیبل پر ملو۔ شدید بھوک لگ رہی ہے ہمیں اور ہم تمہارے ہی انتظار میں بھوکے بیٹھے ہیں۔ کل تم ہم تینوں کو اکیلے کھانا کھاتے بالکل اچھے نہیں لگے تھے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

روحاب نے پیچھے مڑ کر مسکراہٹ اچھالی تھی۔ جیسے کہہ رہا ہو میں جانتا ہوں تم تینوں کے دماغ میں کوئی نہ کوئی کھچڑی ضرور پک رہی ہے۔

روحاب فریش ہو کر آیا تو سب نے مل کر کھانا کھایا تھا۔ داؤد صاحب بزنس کے سلسلے میں ترکی گئے ہوئے تھے۔ اس لیے کھانے کی ٹیبل پر پانچ افراد موجود تھے۔ کھانا کھانے کے بعد وجہہ اور وریشہ نے مل کر برتن اٹھائے تھے اور کچن میں رکھنے کے بعد وہ دوبارہ سے

لاؤنج میں بیٹھ آکر بیٹھ گئی تھیں۔ تھوڑی دیر اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے کے بعد عائشہ بیگم اپنے کمرے کی جانب چل دی تھی۔

عائشہ بیگم کو گئے چند منٹ ہی گزرے ہوں گے جب وریشہ بولی تھی۔

"شطرنج کھیلو گے؟" وریشہ نے اس کے ساتھ بیٹھتے ہوئے چلنجنگ انداز میں پوچھا تھا۔

"نہیں مجھے شطرنج اچھی نہیں لگتی۔ جب دادا مرحوم نے میرے ضد کرنے پر مجھے شطرنج سکھائی تھی تو انہوں نے مجھے کہا تھا کہ شطرنج مردوں کے کھیلنے کا کھیل نہیں ہے ایک عورت جب سب کی حفاظت مردوں سے بہتر کرے پھر چاہے مرد بادشاہ ہو اور عورت ملکہ ہی کیوں نہ ہو مرد کی عزت پر سوال اٹھتا ہے۔ اسی لیے میں شطرنج نہیں کھیلتا۔" وہ موبائل پر نظر جماتے ہوئے بولا تھا۔

"سیدھی طرح بولو کہ ایک ماہ پہلے کی طرح ہارنے سے ڈرتے ہو۔" جاذب نے اسے آئینہ دکھاتے ہوئے کہا تھا۔

"نہیں یہ اس بات سے ڈرتا ہے کہ ایک ماہ پہلے کی طرح ہم اسے مونچھیں بڑی رکھنے کا ڈیئر نہ دے دیں۔" وریشہ نے لقمہ دیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم لوگوں کے ہاتھ میں کریڈٹ کارڈ تھما کر کنگال ہونے سے بہتر تھا کہ میں نے پسند نہ ہونے کے باوجود مجھے مونچھیں رکھ لیتا۔اور ویسے میں نے اچھا ہی کیا تھا جو تم لوگوں کے منصوبوں پر پانی پھیر دیا تھا۔اور یہ تم دونوں کیوں روز روز آجاتی ہو بیاہی بیٹیاں اپنے گھر اچھی لگتی ہیں۔"وہ جب جب آتی تھیں اس کے ناک میں دم کر کے جاتی تھیں۔

"امی دیکھ لیں یہ نام نہاد اے ایس پی مجھے اور وریشہ کو کہہ رہا ہے کہ ہم دونوں روز منہ اٹھا کر اس گھر میں کیوں آجاتی ہیں آئندہ ہم اس گھر میں قدم نہ رکھیں۔بیٹیاں روز روز منہ اٹھا کر ماں باپ کے گھر آتے ہوئے اچھی نہیں لگتی۔امی اس کو سمجھا دیں اپنا رعب یہ تھانے میں ہی جھاڑا کرے۔"وجیہہ نے اونچی آواز میں کہا تھا۔وہ جانتی تھی اب تک امی یقیناً نہیں سوئی ہو گی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اس کی غلط بیانی پر روحاب نے اسے آنکھیں دکھائی تھیں اور ساتھ ہی اس کی طرح اونچی آواز میں بولا تھا۔

"امی بالکل جھوٹ کہہ رہی ہے۔میں نے ایسا کچھ نہیں بولا۔"

"وجیہہ بیٹا میں آرہی ہوں پوچھ لیتی ہوں اس سے۔"

روحاب کی صفائی کو مکمل طور پر نظرانداز کرتے ہوئے انہوں نے وجیہہ کو جواب دیا تھا۔

"تیار ہو جاؤ اے ایس پی امی نے آج ہی نئ چپل لی ہے۔ تمہارے پاس دو ہی آپشن ہیں یا تو وریشہ کے ساتھ شطرنج کھیل لو یا پھر امی کی چپل کو نوازش کا موقع دو۔" جاذب نے اس کے سامنے دو آپشن رکھے تھے۔

"بندہ گدھا ہو جائے لیکن گھر میں سب سے چھوٹا نہ ہو۔" روحاب دہائی دیتے ہوئے بولا تھا۔ اس کی دہشت سے چاہے پورا شہر ڈرتا تھا شہر بھر میں اس کی چاہے جتنی بھی عزت تھی اس کے بہن بھائیوں نے اسے کبھی عزت دینا مناسب نہیں سمجھا تھا اور اس کے نزدیک اس دنیا میں اس سے زیادہ بدقسمتی کی بات اس سے زیادہ اور کوئی نہیں ہو سکتی تھی کہ کوئی شخص گھر میں سب سے چھوٹا ہو۔

"تو پھر بتاؤ کھیلنے کو تیار ہو یا پھر امی کو دو چار اور بڑھا چڑھا کر باتیں بتائیں ہم۔" وریشہ نے اس کے سر پر سے چپت لگاتے ہوئے دھمکی دی تھی۔

"اس بلیک میلنگ پر اور میرے چھوٹے ہونے کا فائدہ اٹھانے پر تم تینوں کا قیامت کے دن الگ سے حساب ہو گا۔" وہ انگلی اٹھا کر وارن کرتے ہوئے بولا تھا۔

اتنی دیر میں عائشہ بیگم بھی کمرے سے نکل آئی تھیں۔

"ہاں وجیہہ بتاؤ کیا کہہ رہی تھی تم؟"

"کچھ نہیں امی چھوٹا بھائی ہے مذاق کر رہا تھا۔" وہ آنکھوں ہی آنکھوں میں روحاب کو گھورتے ہوئے بولی تھی جیسے کہہ رہی ہو بتاؤ کھیلو گے یا دو چار اور جھوٹ بولوں میں۔ اور وہ خوب جانتا تھا وہ کتنا ہی سچا کیوں نہ ہو اور ہمیشہ کی طرح اس کی ماں اس بات سے واقف ہی کیوں نہ ہو مگر وہ سائیڈ ہمیشہ اپنی دونوں بیٹیوں کی ہی لے گی۔ دانت پیستے ہوئے روحاب چیس ٹیبل کے پاس آکر بیٹھ گیا تھا۔ امی دوبارہ سے روم میں چلی گئی تھی جبکہ ان تینوں نے معنی خیزی نظروں کا تبادلہ کیا تھا جو اس سے ڈھکی چھپی تو ہرگز نہیں تھیں۔ اس کی چھٹی حس کسی بڑے خطرے کا الارم دے رہی تھی۔ اس کے بہن بھائی اچھے سے جانتے تھے کہ وہ کچھ بھی کر سکتا تھا مگر شطرنج میں کبھی نہیں جیت سکتا تھا اسی لیے وہ ہمیشہ اس کے لیے شطرنج کا جال بچھاتے تھے اور وہ ہمیشہ اس میں پھنس بھی جاتا تھا اور ہمیشہ کی طرح وہ آج بھی ہار گیا تھا اور ان کے کچھ کہنے سے پہلے اس نے اپنا کریڈٹ کارڈ نکال کر ٹیبل پر رکھ دیا تھا۔ ٹیبل پر پڑا کریڈٹ کارڈ دیکھ کر انہوں نے معنی خیزی مسکراہٹ سے ایک دوسرے کو دیکھا تھا اور روحاب پر نظریں ٹکائی تھیں۔ روحاب نے باری باری تینوں کو دیکھا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اب کیا ہے؟"اس نے اکتا کر ان تینوں سے سوال کیا تھا۔

ای ایس پی روحاب داؤد ایسے ڈیئر زاب ایکسپائر ہو چکے ہیں۔"جاذب نے کریڈٹ کارڈ اس کی جانب کھسکاتے ہوئے کہا تھا۔

"اب کیا چاہتے ہو تم لوگ۔"روحاب نے ان کے خطرناک ارادوں کی بو سونگھتے ہوئے کہا تھا۔

"رینج روور۔"وریشہ نے ڈیمانڈ بتائی تھی۔

"تم لوگوں کا دماغ خراب ہو گیا ہے میں ایک ایماندار پولیس افیسر ہوں اور میری اگلی سات نسلیں بھی اس عہدے پر فائض رہیں تب بھی لوگوں کو رینج رور نہیں دلا سکتی ہیں۔ اس نے اطمینان سے اپنی غربت کی وضاحت کی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہم رینج روور دلانے کی نہیں رینج روور پر لانگ ڈرائیو پر لے جانے کی بات کر رہے ہیں۔وجیہہ نے اس کی غلط فہمی دور کی تھی۔

"لونگ ڈرائیو پر۔اور رینج روور پر۔ابو کی رینج روور پر۔ہم چاروں سے زیادہ پیاری ہے وہ ابو کو۔یوں سمجھو کار نہیں تم لوگوں کی تیسری بہن ہے وہ۔ابو کا بس نہیں چلتا کہ اسے زنگ لگنے کے ڈر سے چلا کر لے کے جانے کے بجائے اٹھا کر ورک شاپ پر لے جائیں اور تم

لوگ اس گاڑی پر لانگ ڈرائیو پر جانے کی باتیں کر رہے ہو۔" روحاب نے انہیں حقیقت کے پہلو سے آشنا کرایا تھا۔

"اور یہ جو تم لوگ سوشل میڈیا پر شوخیاں شوخیوں مارنے کے لیے گاڑی کے ساتھ کھڑے ہو کر تصویریں وغیرہ بنالیتے ہو ناں یہی بہت ہے۔ ابو کو تم لوگوں کے ان ارادوں کی خبر ہو گئی تو ترکی سے اریسٹ وارنٹ آئیں گے تم تینوں کے۔ "

"ابو کو کون بتائے گا ہم میں سے ؟" وریشہ نے سوال داغا تھا۔

"کسی کو بتانے کی ضرورت ہی نہیں پڑنی ابو نے سڑکوں پر لگے ٹائروں کے نشان پہچان لینے ہیں۔" اس نے اطمینان سے جواب دیا تھا۔

"ٹھیک ہے اے ایس پی نہ لے کر جاؤ تم لونگ ڈرائیو پر۔ ہم بھی تمہاری اگلی آنے والی ساتھ نسلوں کو تمہاری اس بزدلی کا قصہ سنائیں گے۔" وریشہ نے بلیک میل کرنا چاہا تھا۔

"تم میری اگلی آنے والی سات نسلوں کو نہیں چودہ نسلوں کو یہ قصہ سنانا۔ لیکن میں تم لوگوں کا یہ منصوبہ کامیاب نہیں ہونے دوں گا میں تم لوگوں کو لانگ ڈرائیو پہ ہرگز نہیں لے کر جاؤں گا۔" اس نے شانت لہجے میں جواب دیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جاذب کیا تمہیں امی کی وہ ڈائمنڈ رنگ یاد ہے جو تب کھوئی تھی جب روحاب سیونتھ سٹینڈرڈ میں تھا۔" وریشہ نے ناخنوں پر لگے کیوٹیکس کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"خدا کا واسطہ ہے اب مجھے اس بات سے بلیک میل نہ کرنا۔" روحاب نے دہائی دیتے ہوئے کہا تھا۔

"نہیں ہم بلیک میل تو نہیں کر رہے ہم تو بس یہ سوچ رہے ہیں کہ اگر امی کو پتہ چلے کہ ان کی وہ ڈائمنڈ رنگ تم نے اپنی ایک کرش کو دی تھی تو وہ کیا سوچیں گی، کیا کہیں گی، بس یہی سوچ رہے تھے ہم۔" وجیہہ نے اس کی جانب دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا تھا۔

"مجھے اس کا نام تک یاد نہیں ہے جس کے نام سے تم لوگ مجھے آج تک بلیک میل کرتے ہو۔" روحاب نے دانت پیستے ہوئے کہا تھا۔

"ہم مان لیتے ہیں تمہیں نام نہیں یاد ہو گا۔ لیکن تم بھی مان لو کہ امی کو وہ رنگ ضرور یاد ہو گی۔" وجیہہ نے بھی ہونٹوں پر مسکراہٹ سجاتے ہوئے کہا تھا۔

اور روحاب یہی سوچ رہا تھا کہ کاش اس کے پاس بھی اپنے بہن بھائیوں کو بلیک میل کرنے کے لیے کوئی ایسا راز ہوتا یا پھر کاش وہ اپنے بہن بھائیوں کی میٹھی میٹھی باتوں میں آکر

اپنا وہ راز تب ان کے حوالے نا کرتا۔ بلآخر وہ انہیں لانگ ڈرائیو پر لے جانے کے لیے مان ہی گیا تھا۔

"میں لے جاؤں گا تم تینوں لیکن آج نہیں کل انشاءاللہ۔" وہ ہار مانتے ہوئے بولا تھا۔

"یہ ہوئی نا بات۔" وریشہ اس کے گلے لگتے ہوئے بولی تھی۔ ساتھ ہی وجیہہ بھی چپکی تھی۔

"بس بس پیچھے ہٹو۔ مطلبی خواتین۔"

وہ مزید دو گھنٹوں تک باتوں میں مصروف رہے تھے اور پھر جب سب کو نیند ستانے لگی تھی تو سبھی نے اپنے اپنے کمروں کا رخ کیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

روحاب نے کمرے میں آتے ہی سب سے پہلے واٹس ایپ پر آیا میسج چیک کیا تھا۔ وہ جانتا تھا وہ میسج کس کی طرف سے تھا۔ کورٹ سے آنے کے بعد اس نے ایک خاص بندے کو میسج کیا تھا۔ مگر پہلے جو بندہ ایک گھنٹے کے اندر اندر اسے کسی بھی شخص کی مکمل انفارمیشن نکال دیتا تھا آج اس نے سارا دن لیا تھا۔ روحاب کو بے صبری سے جواب کا انتظار تھا اور اگلے بندے نے بے دردی سے اس کا صبر آزمایا تھا۔

میسج کھولتے ہی اس کے سامنے ساری انفارمیشن کھل چکی تھی۔انفارمیشن پڑھنے کے بعد اس نے موبائل سائیڈ پر رکھا تھا اور آنکھیں بند کر کے اس کے تصور سے مخاطب ہوا تھا جس کے وہم و گمان میں بھی وہ نہیں تھا۔

"عین الحیات۔۔۔عین الحیات آپ تو اک لمحے میں دل چرا کر لے گئی میرا۔اور چوروں کو تو اے ایس پی روحاب داؤد ہرگز نہیں چھوڑتا۔جلد ملاقات کرنی پڑے گی آپ سے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP: